کپڑے موڑ کر ٹخنے کھلے رکھنے کا حکم

(۱) اس کے لکھنے کا سبب رسالہ ''کپڑے موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم'' ہے، جس میں اس کا حکم سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات کے خلاف لکھا گیا ہے۔

(۲) اصل مسئلہ کی وضاحت کے ساتھ ساتھ صاحبِ رسالہ کے شبہات کا رد بھی پیشِ خدمت ہے۔

(۳) آخر میں عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے ارشاد فرمودہ ''ولی اللہ بنانے والے پانچ اعمال'' ملاحظہ ہوں۔

مؤلف

محمد عرفان الخیری

متخصص جامعہ خلفائے راشدین

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب

خلیفۂ مجاز

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب

تلمیذ رشید

حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی

ناشر

جامعہ خلفائے راشدین

مصنف کی چند دیگر کتابیں

- پانچ مسائل (متعلق بریلویت)
- غیر مقلدین کا اصلی چہرہ ان کی اپنی تحریرات کے آئینہ میں
- تراویح، فضائل، مسائل، تعداد رکعت
- حیلہ اسقاط اور دُعا بعد نماز جنازہ
- اولاد اور والدین کے حقوق
- قربانی اور عیدین کے ضروری مسائل
- امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کے دلچسپ واقعات
- احکام حیض ونفاس واستحاضہ مع حج وعمرہ میں خواتین کے مسائل مخصوصہ
- درس ارشاد الصرف
- طلاق ثلاث
- منفرد اور مقتدی کی نماز اور قرآءۃ کا حکم
- خواتین کا اصلی زیور ستر اور پردہ ہے
- عباد الرحمٰن کے اوصاف
- استشارہ (مشورہ) واستخارہ کی اہمیت

ناشر جامعہ خلفائے راشدین

مدنی کالونی، گریکس ماری پور، ہاکس بے روڈ، کراچی

فون: 021-32352200, 021-8440963 موبائل: 0333-2226051

فہرست

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ (از حضرت مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم)	۱
۲	اسبال کا معنی اور اسبال سے متعلق احادیث	۷
۳	اسبال کا حکم	۱۴
۴	کیا احادیث مطلقہ کو مقیدہ پر محمول کیا جائے گا؟	۱۵
۵	صاحبِ رسالہ کے تسامح اور غلط استدلال کی وضاحت	۱۶
۶	کفِ ثوب کا لغوی اور اصطلاحی معنی	۱۷
۷	کفِ ثوب کا حکم	۱۸
۸	صاحبِ رسالہ کے تسامح کی وضاحت	۲۰
۹	ولی اللہ بنانے والے پانچ اعمال	۲۲
۱۰	(۱) تجوید سے قرآنِ کریم سیکھنا	۲۲
۱۱	(۲) مردوں کے لئے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا اور عورتوں کے لئے شرعی پردہ کرنا	۲۳
۱۲	(۳) ٹخنے کھلے رکھنا	۲۵
۱۳	(۴) نگاہوں کی حفاظت کرنا	۲۷
۱۴	(۵) قلب کی حفاظت کرنا	۲۹

مُقَدِّمَۃ

ازحضرت مولانا مفتی **احمد ممتاز** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

رئیس دارالافتاء جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم گریکس ماری پور کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد !

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ﴿ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون﴾ (سورة النحل ،آیت ۱۲۸ ، پاره ۱۴)

مسلمان کی کامل نجات دو چیزوں پر موقوف ہے۔

(۱) امتثالِ اوامر (یعنی اوامر فرائض، واجبات اور سنن مؤکدہ کو بجالانا)

(۲) اجتناب عن النواہی (یعنی منکرات ومعاصی سے پرہیز کرنا)

پھر منکرات اور گناہوں کی دو قسمیں ہیں، ظاہری گناہ اور باطنی ومخفی گناہ، اور دونوں کا چھوڑنا نجات کے لئے ضروری ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وذروا ظاهر الاثم وباطنه**، (پارہ ۸ ،سورۃ الانعام ،آیت ۱۲۰) یعنی ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے گناہوں کو چھوڑ دو۔ البتہ بعض وجوہ کے اعتبار سے ظاہری گناہ بنسبت باطنی گناہ کے زیادہ خطرناک ہیں، اس لئے ان کے چھوڑنے میں پہلے خوب اپنی ہمت استعمال کرنی چاہئے ......

آپ ﷺ نے فرمایا: **كل امتى معافى الا المجاهرين**. (بخاری صفحہ ۲/۸۹۶)

یعنی میری پوری امت لائقِ عفو ہے مگر وہ جو ظاہری گناہ کرتے ہیں۔ وہ اس لائق ہی نہیں کہ ان کو معاف کر دیا جائے ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظاہری گناہ، مخفی گناہ کی نسبت زیادہ شدید ہے۔

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی رمضان المبارک میں روزہ چھوڑ کر جہراً کھانے پینے والے کو واجب القتل قرار دیا ہے۔

قال العلامة الحصكفى رحمه الله تعالىٰ : ولو أكل عمدًا شهرةً بلا عذر يقتل ، وتمامه فى شرح الوهبانية.

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ : (قوله : وتمامه فى شرح الوهبانية) قال فى الوهبانية :

ولوأكل الانسان عمدًا وشهرة ‏ ‏ ‏ ولا عذر فيه قيل بالقتل يؤمر

قال الشرنبلالى رحمه الله تعالىٰ : صورتها : تعمد من لا عذرله الأكل جهاراً يقتل لانه مستهزئ بالدين اومنكر لماثبت منه بالضرورة، ولا خلاف فى حلّ قتله والامر به ،فتعبير المؤلّف بقيل ليس بلازم الضعف اهـ. ح(الشامية ۳/۴۴۹،ط، رشديه كوئٹه)

اس سے بھی پتہ چلا کہ جہری گناہ بہت سنگین گناہ ہے، گویا بزبانِ حال یہ شخص اعلانیہ دین کا مذاق اڑاتا ہے یا دین کے مسئلہ کا انکار کر رہا ہے۔

قارئین کرام ! ان سنگین اور جہری گناہوں میں سے جس طرح رمضان المبارک میں روزہ چھوڑ کر کھلے عام کھانا پینا اور ڈاڑھی منڈانا اور مٹھی سے کم کاٹنا وغیرہ ہیں اسی طرح ''مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا'' بھی ایک جہری اور سنگین گناہ ہے

حدیث ہے : **ما اسفل من الكعبين من الازار فى النار** .(بخاری صفحہ ۲/۸۶۱) یعنی ٹخنوں کا جو حصہ تہہ بند میں ڈھکا رہے گا وہ جہنم میں ہوگا

اس حدیث میں اس گناہ پر جہنم کی وعید آئی ہے اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ جس گناہ پر جہنم کی وعید ہو وہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے لہٰذا کھڑے ہونے اور چلنے کی حالت میں اوپر سے آنے والے کپڑے (مثلاً شلوار، پتلون، تہہ بند، جبہ وغیرہ) سے مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا گناہِ کبیرہ اور حرام ہے۔

حرام وگناہِ کبیرہ کا مرتکب فاسق وفاجر ہوتا ہے......اور حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فاسق وفاجر کی امامت اور اذان کو ناجائز اور مکروہِ تحریمی فرمایا ہے۔

قال العلامة الحصكفى رحمه الله تعالىٰ : (ويكره امامة عبد واعرابى وفاسق......)

(الشامية ۲/۳۵۵،ط، رشيديه كوئٹه)

وقال ايضاً رحمه الله تعالىٰ : (ويكره اذان جنب واقامة محدث لا اذانه) على المذهب (و)أذان(امرأة) وخنثى(وفاسق) ولوعالماً.

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ تحت قوله : (قوله : ويكره اذان جنب)..........وظاهره ان الكراهة تحريمية "بحر"(الشامية ۲/۷۵، ط، رشيديه كوئٹه)

الحاصل : ٹخنے ڈھانکنے والا مرتکبِ گناہِ کبیرہ اور فاسق ہے، عزت واحترام کا لائق نہیں، نہ اسکی اذان اللہ تعالیٰ کو پسند ہے نہ امامت، اس لئے حکم ہے کہ اگر اذان دے تو لوٹائی جائے، نماز پڑھائے تو مکروہ تحریمی ہے اہل محلّہ پر واجب ہے کہ اس کو معزول کر کے کسی دوسرے صالح امام کا تقرر کرے۔

اندازِ تربیت اور بہانہ تکبر کا رد : آپ ﷺ کو جب ٹخنے ڈھانکنے والا نظر آتا تو فوراً تنبیہ فرماتے، چنانچہ حضرت عبید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں چلا جا رہا تھا کہ اچانک کسی نے پیچھے سے آواز دے کر کہا ''**ارفع ازارک فانه اتقى وابقى**'' اپنی چادر کو اوپر اٹھاؤ کیونکہ اس میں (تیرے دل کی تکبر وغیرہ سے) زیادہ صفائی ہے اور (تیرے کپڑے کی) بقا ہے، میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ (آواز دینے والے) رسول اللہ ﷺ تھے، میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ ایک ہلکی اور کم قیمت چادر ہے (لہٰذا اگر نیچے لگ کر ضائع بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا : کیا آپ کے لئے میرے طرزِ حیات میں نمونہ نہیں؟ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کا ازار مبارک نصف پنڈلی تک اٹھا ہوا تھا۔ (شمائل ترمذی ۸، مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

دیکھئے! یہاں نہ تو آپ ﷺ نے یہ دریافت فرمایا کہ آپ نے جو ٹخنے چھپائے ہیں یہ تکبر سے ہے یا بدون تکبر ہے؟ اور نہ ہی حضرت صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدمِ تکبر کا عذر کیا......

معلوم ہوا کہ ٹخنے ڈھانکنا ہر صورت میں ناجائز، حرام اور گناہِ کبیرہ ہے ورنہ آپ ﷺ فرماتے اگر تکبر سے تہہ بند لٹکا رہے ہو تو اٹھاؤ ورنہ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔

قیدِ تکبر کی وجہ: جن بعض احادیث میں ''تکبر'' کی قید ہے وہ یا تو مزید شدت کے لئے ہے جیسے کہ ایک عربی عالم نے لکھا ہے کہ تکبر کی وجہ سے اس گناہ کبیرہ میں مزید شدت پیدا ہو جاتی ہے......اور یا اتفاقی ہے کہ ٹخنے ڈھانکنا اکثر تکبر ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

قارئینِ کرام! ان تفصیلات کے پیشِ نظر ہر مسلمان پر لازم ہے کہ شلوار پتلون اور جبہ وغیرہ ٹخنوں سے اوپر سلوائیں، تاکہ خود بھی گناہ سے بچیں اور درزی صاحب کی مزدوری بھی حلال

ہو، کیوں کہ ٹخنوں سے نیچے سینا درزی کے لئے بھی جائز نہیں اور اگر کبھی غلطی یا غفلت سے شلوار یا پتلون لمبی سلوائی تو اسے کٹوا کر درست کریں تاکہ گناہِ کبیرہ سے بچیں............لیکن یار لوگوں کا انداز عجیب ہے کہ اس لزوم کے خلاف قصداً لمبی شلوار بنواتے ہیں اور اسکے پہننے پر اصرار کرتے ہیں اور اسکے خلاف بولنے والوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں **فوا اسفا**۔

تف ہو ایسے عشق پر، جس میں معشوق ومحبوب کی نافرمانی ہو کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

تعصى الرّسول وانت تظهر حبّه　　　هٰذا لعمرى فى الفعال بديع
لو كان حبّک صادقًا لاطعته　　　انّ المحبّ لمن يحبّ مطيعٌ

(احسن الفتاوی ۱/۳۶۴)

یعنی تو رسول اللہ ﷺ کی محبت کے گن بھی گاتا ہے اور ان کی نافرمانی بھی کرتا ہے مجھے اپنے عمر کی قسم یہ بہت ہی عجیب وغریب کام ہے، اگر تو اپنی محبت میں سچا ہوتا تو ضرور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرتا، کیونکہ محبّ اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

دیکھئے! آپ ﷺ ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے کو تنبیہ فرماتے اور اسکو اوپر اٹھانے کا حکم دیتے، جبکہ یہ عاشق نبی ﷺ کے اس حکم کے خلاف نیچے رکھنے کا حکم دیتے ہیں اور اٹھانے کو ناجائز اور گناہ کہتے ہیں............ببین تفاوت رااز کجا تا بکجا۔

کف الثوب کیا ہے؟......**قارئینِ کرام!** یہ عشاقِ رسول ﷺ، آپ ﷺ کے حکم اور عمل کے خلاف کرنے پر نادم اور پشیمان بھی نہیں ہوتے، بلکہ اس خلاف پر من گھڑت دلیلیں دیتے ہیں............ان کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر ہم نے ٹخنے کھولنے اور شلوار اٹھانے کا کہا تو یہ ''کف الثوب'' ہو جائے گا اور ''کف الثوب'' حرام ہے۔

قارئینِ کرام! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم ان عشاق سے پوچھتے ہیں کہ آپ ﷺ کو ''کف الثوب'' کی حقیقت اور تعریف معلوم تھی یا نہیں؟ اگر ٹخنے چھپانے والے کو اٹھانے کا حکم دینا ''کف الثوب'' میں داخل اور حرام ہے تو پھر آپ ﷺ نے حضرت عبید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور خلیفہ

راشد حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جوان کو جو عیادت کے لئے آیا تھا اس ''کف الثوب'' اور حرام کا حکم کیوں دیا؟ اس کا جواب ان عشاق کے ذمہ قرض ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ''کف الثوب'' جو کہ ممنوع ہے اس کا تعلق شرعی لباس سے ہے یعنی جس کا لباس شریعت کے مطابق ہے، شلوار ٹخنوں سے اوپر ہے آستین کی لمبائی بھی ٹھیک ہے، تو اس صورت میں شلوار کو مزید اوپر کی طرف فولڈ کر کے اٹھانا اور آستین کو چڑھانا ''کف الثوب'' میں داخل اور ناجائز ہے.........اگر لباس غیر شرعی ہے تو اسکو اتنا اٹھانا تاکہ شریعت کے مطابق ہو جائے، عین سنت کے مطابق اور آپ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے، اس کو ''کف الثوب'' میں داخل کر کے ناجائز کہنا سنت سے بغاوت اور حکم عدولی ہے۔

اسبالِ ازار، کف الثوب اور دلائل :..........ان امور کی تفصیل برخوردار مولانا محمد عرفان صاحب الخیری جو کہ جامعہ خلفائے راشدین مدنی کالونی گریکس ماری پور ہاکس بے روڈ کراچی کے متخصص ہیں نے زیرِ نظر رسالہ میں پیش فرمائی ہے......مولانا نے اصل مسئلہ کی وضاحت کے ساتھ ساتھ مولانا عطاء المصطفیٰ امجدی مدرس دار العلوم امجدیہ کے شبہات کا رد بھی نہایت اچھے اور عام فہم انداز سے لکھا ہے ....اس لئے اس لحاظ سے یہ رسالہ کتاب ''کپڑے موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم'' کا جواب بھی ہے۔

امید ہے کہ یہ رسالہ مولانا عطاء المصطفیٰ امجدی اور ان کی اقتداء میں چلنے والوں کے لئے تسکین اور اطمینان کا باعث ہوگا اور عدل وانصاف کے راہرو ضرور انصاف کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے خیال سے رجوع فرمائیں گے..........نیز عام مسلمانوں کے لئے بھی یہ رسالہ تشفی بخش ثابت ہوگا۔

دعاء ہے اللہ تعالیٰ برخوردار کی اس محنت اور کاوش کو قبول فرمائے اور دارین کی بھلائی اور خیروں کا ذریعہ بنائے۔

احمد ممتاز

جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم گریکس ماری پور کراچی

۲۰/شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ

السؤال

محترم جناب مفتی صاحب جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم!

آپکی خدمت میں ایک رسالہ ارسال کیا جا رہا ہے جسکا نام ہے ''کپڑے موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم''، اسمیں صاحبِ رسالہ نے دو مسئلے بیان فرمائے ہیں۔

(۱) ٹخنوں سے نیچے کپڑے اگر بنیت تکبر لٹکائے جائیں تو یہ حرام ہے اور اس حالت میں نماز بھی مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے، اور اگر تکبر کی نیت سے نہ ہوں تو مستحق عذاب وعتاب، نہیں اور اس حالت میں نماز فقط مکروہ تنزیہی ہے۔

(۲) کف ثوب (یعنی کپڑا فولڈ کر کے نماز پڑھنا اس) سے مطلقاً نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادۃ ہے اور ٹخنوں کو کھلا رکھنے کے لئے نیفے کی جانب سے شلوار کو گھرسنا یا پائنچے کی جانب سے فولڈ کرنا بھی کفِ ثواب میں داخل ہے۔

آپ سے گزارش ہے کہ ان مسائل میں اپنی تحقیق عالی سے مستفید فرمائیں۔

الجواب باسم ملہم الصواب

آپکا ارسال کردہ رسالہ غور سے پڑھا، چونکہ صاحبِ رسالہ نے دونوں مسئلوں میں قصداً یا خطاً ٹھوکر کھائی ہے اس لئے ہم اولاً ان دونوں مسئلوں پر مفصل کلام کریں گے اور ثانیاً صاحبِ رسالہ کی غلطی کی نشاندہی کریں گے اور محترم قارئین سے ناصحانہ درخواست کریں گے کہ وہ ضد، تعصب اور گروہ بندی کے خول سے نکل کر ہماری تحریر کو ملاحظہ فرمائیں گے ان شاء اللہ العزیز حق واضح ہونے میں کوئی اشتباہ نہیں رہے گا۔

پہلا مسئلہ: اسبال ازار اور ٹخنے ڈھانکنا

اس سلسلے میں چار باتیں پیشِ خدمت ہیں۔

(۱) اسبال کا معنی

(۲) اسبال سے متعلق احادیث

(۳) اسبال کا حکم

(۴) صاحبِ رسالہ "**کپڑے موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم**" کے تسامح اور غلط استدلال کی وضاحت

(۱) اسبال کا معنی: قصداً اپنے اختیار سے اوپر سے آنے والے کپڑے کے ساتھ کھڑے ہونے اور چلنے کی حالت میں ٹخنے ڈھانکنے کو اسبال کہتے ہیں۔

(۲) اسبال سے متعلق احادیث: اسبال سے متعلق کتب احادیث میں چار قسم کی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

پہلی قسم : وہ احادیثِ مبارکہ جن میں تکبر کی قید ذکر کئے بغیر مطلقاً اسبال کو ناجائز اور حرام کہا گیا ہے۔

(۱) وعنه (ای عن ابی هریرة) عن النبی ﷺ قال ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار. (بخاری شریف ۲/۸۶۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹخنوں کا جو حصہ تہہ بند کے نیچے ہوگا وہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔

فائدہ : ظاہر ہے کہ جہنم کی وعید گناہ کبیرہ پر ہوتی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مطلقاً ٹخنے ڈھانکنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، نیز اس میں تکبر کا ذکر بھی نہیں۔

(۲) عن سالم بن عبد الله ان اباه حدثه ان رسول الله ﷺ قال بینما رجل یجرّ ازاره خسف به فهو یتجلجل فی الارض الی یوم القیمة. (بخاری شریف ۲/۸۶۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص اپنے تہہ بند کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکا کر چل رہا تھا کہ اسکو زمین میں دھنسا دیا گیا پس وہ (سخت تکلیف کے ساتھ) قیامت تک زمین میں مسلسل دھنستا جائے گا۔

فائدہ : اس حدیث میں بھی یہ نہیں ہے کہ وہ تکبر کی وجہ سے ٹخنے ڈھانک کر چل رہا تھا بلکہ اس شخص کو مطلقاً ٹخنے ڈھانپنے پر قیامت تک سخت ترین عذاب میں گرفتار کر دیا گیا۔

محترم قارئین ! سوچنے کا مقام ہے کہ اتنی سخت وعید کے بعد بھی کیا یہ کہنا درست ہے کہ تکبر کے بغیر قصداً ٹخنے ڈھانپنا محض مکروہ تنزیہی ہے؟

(۳) عن ابی ذر عن النبی انه قال ثلثة لا یکلمهم الله ولا ینظر الیهم یوم القیمة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم قال من هم یارسول الله فقد خابوا وخسروا فاعادها ثلثا من هم یارسول الله خابوا وخسروا قال المسبل والمنان والمنفق سلعة بالحلف الکاذب اوالفاجر. (ابو داود ۲/۵۶۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائیں گے اور انکے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ (ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں میں نے کہا وہ کون لوگ ہیں یارسول اللہ ﷺ؟ وہ تو ذلیل ورسوا ہوگئے اور خسارے میں چلے گئے، تین مرتبہ (یہ کلمہ) دھرایا۔ میں نے کہا وہ کون لوگ ہیں یارسول اللہ ﷺ؟ وہ تو رسوا ہوئے اور خسارے میں چلے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا : ایک اپنی شلوار، تہہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، دوسرا احسان جتلانے والا، تیسرا اپنا سامان جھوٹی قسم سے فروخت کرنے والا۔

فائدہ : اس حدیث میں تکبر کی قید کے بغیر مطلقاً ٹخنے ڈھانپنے پر اتنی سخت وعید ارشاد فرمائی گئی ہے اور ایسی وعید گناہ کبیرہ پر ہی ہوتی ہے۔

دوسری قسم : وہ احادیثِ مبارکہ جن میں تکبر کی قید ہے۔

(۱) عن ابن عمر (رضی الله تعالیٰ عنهما) ان رسول الله ﷺ قال لاینظر الله الی من جر ثوبه خیلاء. (بخاری شریف ۲/۸۶۰، قدیمی کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائیں گے جس نے اپنا کپڑا تکبر کی وجہ سے (ٹخنوں سے نیچے) لٹکایا۔

(۲) عن ابی هریرة (رضی الله تعالیٰ عنه) ان رسول الله ﷺ قال لاینظر الله یوم القیمة الی من جر ازاره بطرًا. (بخاری ۲/۸۶۱)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ قیامت کے

دن اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائیں گے، جس نے اپنا تہہ بند تکبر کی وجہ سے نیچے لٹکایا۔

(۳) عن سالم عن ابیه عن النبی ﷺ قال من جرّ ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیمة فقال ابو بکر الصدیق یا رسول الله ان احد شقی ازاری یستر خی الا ان اتعاهد ذلک منه فقال النبی ﷺ لست ممن یصنعه خیلاء.(بخاری شریف ۲/ ۸۶۰)

حضرت سالم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والدِ محترم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس نے اپنا کپڑا تکبر کی وجہ سے (ٹخنوں سے نیچے) گھسیٹا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائیں گے (یہ فرمان سنتے ہی) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے تہہ بند کا ایک حصہ نیچے لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اسکا خیال رکھتا ہوں تو سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا : آپ ان میں سے نہیں ہیں جو تکبر کی وجہ سے لٹکاتے ہیں۔

(۴) عن عطیة عن ابی سعید قال قال رسول الله ﷺ : من جرّ ازاره من الخیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیمة"قال : فلقیت ابن عمر بالبلاط فذکرت له حدیث ابی سعید عن النبی ﷺ فقال واشار الی اذنیه : سمعته اذ نای ووعاه قلبی.

(سنن ابن ماجه ،کتاب للباس مطبوعه بیروت ۵۱۴)

حضرت عطیہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس شخص نے اپنا تہہ بند تکبر کی وجہ سے (ٹخنوں سے نیچے) لٹکایا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائیں گے۔ حضرت عطیہ کہتے ہیں کہ میں مقام بلاط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملا اور میں نے انکے سامنے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی تو انہوں نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میرے کانوں نے اس کو (رسول اللہ ﷺ سے) سنا ہے اور میرے دل نے اسے محفوظ کیا ہے۔

فائدہ : اس میں دو گناہ جمع ہوتے ہیں ایک تکبر دوسرا ٹخنے ڈھانکنا۔

تیسری قسم : وہ احادیث جن میں اسبال کو تکبر کی علامت اور نتیجہ کہا گیا ہے

(۱) عن ابی جری جابر بن سلیم (فی حدیث طویل) قال قال النبی ﷺ ایاک واسبال الازار فانها من المخیلة وان الله لایحب المخیلة.(ابوداود ۲/۵۶۴)

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھے نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی) فرمایا : تہہ بند کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے سے بچو کیونکہ یہ تکبر کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔

(۲) عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما مرفوعا وایاک وجر الازار فان جرّ الازار من المخیلة .(فتح الباری ۱۰/ ۳۲۳،قدیمی کتب خانه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ تہہ بند کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے سے بچو کیونکہ تہہ بند کو لٹکانا تکبر کے سبب سے ہوتا ہے۔

چوتھی قسم : وہ احادیث جن میں اسبال کو دیکھ کر اصلاح کی گئی ہے۔

(۱) عن الاشعث بن سلیم قال سمعت عمّتی فحدثت عن عمها قال بینما انا امشی بالمدینة اذا انسان خلفی یقول ارفع ازارک فانه اتقی وابقی فالتفت فاذا هو رسول الله ﷺ فقلت یا رسول الله انما هی بردة ملحاء قال امالک فی اسوة؟ فنظرت فاذا ازاره الی نصف ساقیه.(شمائل ترمذی ۸، مطبوعه ایچ ایم سعید کراچی)

حضرت عبید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : میں مدینہ طیبہ میں چل رہا تھا کہ اچانک کسی نے پیچھے سے آواز دے کر مجھے کہا "ارفع ازارک فانه اتقی وابقی" اپنی چادر کو اوپر اٹھاؤ کیونکہ اس میں (تیرے دل کی تکبر سے) زیادہ صفائی اور (تیرے کپڑے کی) بقاء ہے، میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ (آواز دینے والے) رسول اللہ ﷺ تھے، میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! یہ ایک ہلکی اور کم قیمت چادر ہے (لہٰذا اگر نیچے لگ کر ضائع بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا : کیا آپ کے لئے میرے طرزِ حیات میں نمونہ نہیں؟ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کا ازار مبارک نصف پنڈلی تک اٹھا ہوا تھا۔

(۲) عن ابی هریرة قال بینما رجل یصلی مسبلاً ازاره فقال له رسول الله ﷺ

اذهب فتوضأ فذهب فتوضأ ثم جاء فقال اذهب فتوضأ فقال له رجل يا رسول الله مالک امرته ان يتوضأ ثم سكت عنه ثم قال انه كان يصلي وهو مسبلٌ ازاره وان الله لايقبل صلوٰة رجل مسبل.(ابوداود ۲/۵۶۵،مطبوعه مير محمد كتب خانه كراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنا تہہ بند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسکو فرمایا : جاؤ وضو کر آؤ، وہ چلا گیا وضو کیا، پھر آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ وضو بنا کر آؤ، تو ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ نے اسکو وضو کرنے کا حکم کیوں دیا؟ پھر وہ خاموش ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا : وہ نماز پڑھ رہا تھا اس حال میں کہ اس نے اپنا ازار (ٹخنوں سے نیچے) لٹکایا ہوا تھا اور بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جس نے اپنا ازار (ٹخنوں سے) نیچے لٹکایا ہو۔

فائدہ : آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تکبر کی وجہ سے لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی بلکہ مطلق ارشاد فرمایا۔

اس طرح پہلی حدیث میں حضرت عبید بن خالد سے بھی یہ نہیں پوچھا کہ کیا آپ نے تکبر کی وجہ سے لٹکایا ہے بلکہ مطلق کپڑا لٹکا ہوا دیکھ کر انکو منع فرمایا۔

(۳) عن عمرو بن ميمون.......... وجاء رجل شاب فقال ابشريا امير المؤمنين ببشرى الله لک من صحبة رسول الله ﷺ وقدم فى الاسلام ماقد علمت ثم وليت فعدلت ثم شهادة قال وددت ان ذلک كفافا لا على ولا لى فلما اد بر اذا ازاره يمس الارض قال ردّوا على الغلام قال يا ابن اخى ارفع ثوبک فانه انقى لثوبک واتقىٰ لربک.(بخاری شريف ۱/۵۲۴،مطبوعه قديمى كتب خانه)

حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ (امیر المؤمنین جب زخمی ہو کر صاحب فراش تھے تو اس زمانے میں) ایک نوجوان شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے امیر المؤمنین آپکو مبارک اور خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے نوازا اور شروع شروع میں

اسلام لانے سے نوازا جو کہ آپ کو معلوم ہی ہے، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکمران بنایا گیا پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدل وانصاف کیا اب شہادت کی موت نصیب ہو رہی ہے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا میں تو چاہتا ہوں کہ یہ (حساب وکتاب میں) برابر سرابر نمٹا دیا جائے نہ میرے اوپر کچھ ہو نہ میرے لئے کچھ، پھر جب وہ نوجوان واپس جانے لگا تو اسکا تہہ بند (اتنا نیچے لٹکا ہوا تھا کہ) زمین کے ساتھ ٹکرا رہا تھا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : اس نوجوان کو میرے پاس واپس بلاؤ (چنانچہ اسکو واپس بلایا گیا) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو فرمایا: اے بھتیجے! اپنے کپڑے کو اوپر اٹھالو کیونکہ اس میں تیرے کپڑے کی زیادہ صفائی ہے اور تیرے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے زیادہ پرہیزگاری ہے۔

فائدہ : دیکھئے! امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نوجوان سے یہ نہیں پوچھا کہ کیا آپ نے تکبر کی وجہ سے تہہ بند لٹکا رکھا ہے؟ بلکہ مطلقاً منع فرمایا۔

(۴) قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالىٰ: واخرج الطبرانى من حديث ابى امامة "بينما نحن مع رسول الله ﷺ اذ لحقنا عمرو بن زرارة الانصارى فى حلة ازارورداءٌ قد اسبل فجعل رسول الله ﷺ يأخذ بنا حية ثوبه ويتواضع لله ويقول :عبدک وابن عبدک وامتک، حتى سمعها عمرو فقال : يا رسول الله انى حمش الساقين، فقال : يا عمرو ان الله قد احسن كل شئ خلقه، يا عمرو ان الله لايحب المسبل" الحديث واخرجه احمد من حديث عمرو نفسه "عن عمرو بن فلان" واخرجه الطبرانى ايضاً فقال : "عن عمرو بن زرارة" وفيه "وضرب رسول الله ﷺ باربع اصابع تحت ركبة عمرو فقال : ياعمرو هذا موضع الازار" الحديث ورجاله ثقات وظاهره ان عمرًوا المذكور لم يقصد باسباله الخيلاء، وقد منعه من ذلک لكونه مظنة.

(فتح البارى ۱۰/۳۲۴،مطبوعه قديمه كتبخانه كراچی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں : ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جا رہے) تھے کہ پیچھے عمرو بن زرارہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں آ کر ملے، انہوں نے تہہ بند اور چادر پہنی

ہوئی تھی اور وہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا رکھی تھی تو آپ ﷺ نے اسکے کپڑے کے ایک کنارے کو پکڑا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے تواضع کرتے ہوئے فرمانے لگے (یا اللہ ! یہ) آپ کا بندہ ہے اور آپ کے بندے اور بندی کا بیٹا ہے یہاں تک کہ عمرو نے رسول اللہ ﷺ کی ان باتوں کو سن لیا اور کہا کہ یا رسول اللہ میں پتلی پنڈلی والا ہوں (اس لئے تہہ بند نیچے لٹکا رکھا ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا : اے عمرو ! اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو خوبصورت پیدا کیا ہے (لہٰذا پنڈلی کا پتلا ہونا عیب نہ سمجھو) اے عمرو ! اللہ تعالیٰ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والوں کے ساتھ محبت نہیں کرتا۔

فائدہ : قارئینِ کرام ! اس حدیث میں تو بدوں تکبر لٹکانے کی صراحت ہے پھر بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں : یہ حدیث ظاہراً اس پر دال ہے کہ حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکبر کی وجہ سے شلوار نہیں لٹکا رکھی تھی پھر بھی آپ ﷺ نے ان کو منع فرمایا کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے۔

(۵) قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالی : واخرج الطبرانی من حدیث الشرید الثقفی قال : ''ابصر النبی ارجلاً قد اسبل ازاره فقال : ارفع ازارک فقال : انی احنف تصطک رکبتای ،قال : ارفع ازارک ،فکل خلق الله حسن'' واخرجه مسدد وابوبکر بن ابی شیبة من طرق عن رجل من ثقیف لم یسم.وفی آخره ''ذاک اقبح ممابساقک''(فتح الباری ۱۰/ ۳۲۴،مطبوعه قدیمی کتبخانه کراچی)

حضرت شرید ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکایا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے اسکو فرمایا : اپنا ازار اوپر اٹھالو ! اسنے کہا کہ میں ٹیڑھے پاؤں والا ہوں، میرے گھٹنے آپس میں ٹکراتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اپنا تہہ بند اٹھالو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تمام چیزیں خوبصورت ہیں۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے فرمایا : ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اس عیب سے زیادہ قبیح ہے جو آپ کے پنڈلی میں ہے۔

فائدہ : ظاہر ہے کہ یہ صاحب تو محض اپنا عیب چھپانے کے لئے ڈھانپ رہے تھے نہ کہ

تکبر کی وجہ سے، پھر بھی آپ ﷺ نے انھیں منع فرمادیا، معلوم ہوا کہ اپنے اختیار سے ٹخنے ڈھانپنا مطلقاً ممنوع ہے۔

(٦) قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالیٰ : واخرج النسائی وابن ماجة وصححه ابن حبان من حدیث المغیرة بن شعبة''رأیت رسول الله ﷺ اخذ برداء سفیان بن سهیل وهو یقول : یاسفیان لا تسبل ،فان الله لایحب المسبلین.(فتح الباری ۱۰/ ۳۲۴،قدیمی کتبخانه کراچی)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ سفیان بن سہیل کی چادر کو پکڑ کر فرمارہے تھے : اے سفیان ! (چادر کو) نہ لٹکاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ (ٹخنوں سے نیچے) چادر لٹکانے والوں سے محبت نہیں کرتے۔

فائدہ : یہ نہیں فرمایا کہ جو تکبر سے لٹکائے اس سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں فرماتے بلکہ مطلق ارشاد فرمایا، معلوم ہوا کہ مطلقاً ممنوع ہے۔

(۳) اسبال کا حکم :

حضرات محدثین اور فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ قاعدہ کہ ''جس گناہ پر جہنم کی وعید آئی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے'' سے اسکا حکم یہ ہے۔

(۱) قصداً اور اختیار سے مطلقاً ٹخنے ڈھانپنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اس کے دلائل قسمِ اول کی احادیثِ مطلقہ ہے۔

(۲) تکبر کی نیت سے چھپانا بھی حرام اور گناہ کبیرہ ہے بلکہ تکبر کے اضافے کی وجہ سے نمبر ا کے مقابلے میں اسکی حرمت زیادہ شدید ہے اس کے دلائل قسمِ ثانی کی احادیثِ مبارکہ ہیں۔

(۳) ہر مسلمان پر لازم ہے کہ یہ عقیدہ اور نظریہ رکھے کہ قصداً اور اختیار سے جو لوگ ٹخنوں سے نیچے شلوار، پتلون، پاجامہ وغیرہ سلواتے، خریدتے اور پہنتے ہیں اور باوجود قینچی گھر میں ہونے کے اس کو کٹوا کر سنت مطہرہ کے مطابق نہیں کرواتے یہ تکبر کی علامت اور نتیجہ ہے اس کے دلائل قسمِ ثالث کی احادیثِ مبارکہ ہیں، نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی لکھا ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا

لٹکانا گھسیٹنے کا مستلزم ہے اور گھسیٹنا تکبر کو مستلزم ہے اگر چہ کپڑا پہننے والے کا مقصد تکبر نہ بھی ہو (یعنی یہ تکبر کی علامت ہے) جیسا کہ ایک مرفوع روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ازار اور تہہ بند کو نیچے گھسیٹنے سے بچو کیونکہ ازار کو گھسیٹنا تکبر کی علامت ہے۔

قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالیٰ : وحاصله ان الاسبال يستلزم جرّ الثوب وجر الثوب يستلزم الخيلاء ولو لم يقصد اللابس الخيلاء، ويؤيده ما اخرجه احمد بن منيع من وجه آخر عن ابن عمر فی اثناء حديث رفعه" واياک وجر الازار فان جر الازار من المخيلة". (فتح الباری ۱۰/۳۲۴،مطبوعه قديمه كتبخانه كراچی)

(۴) ٹخنوں سے نیچے شلوار وغیرہ لٹکانا چونکہ غیر شرعی اور حرام لباس ہے اس لئے دیکھنے والے پر لازم ہے کہ نظر آتے ہی اُسکو اچھے انداز سے اوپر اٹھانے کی تلقین وتبلیغ کرے اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ (جو کہ ٹخنوں سے اوپر کپڑے کو رکھنا ہے) کی تعلیم دے، اس کے دلائل قسمِ رابع کی روایات ہیں جن میں آپ ﷺ اور خلیفہ راشد فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمول اور تبلیغ و نصیحت کا ذکر ہوا ہے۔

لہٰذا ان احادیثِ مبارکہ میں آنحضرت ﷺ کی تفصیلی تعلیم وتربیت کے بعد کسی مسلمان کے لئے ہرگز ہرگز قصداً ٹخنے ڈھانکنا اور ان احادیثِ مبارکہ پر عمل کرنے سے جان چھڑانے کے لئے انکی دو قسمیں بنانا کسی طرح بھی جائز اور زیبا نہیں۔

کیا احادیث مطلقہ کو مقیدہ پر محمول کیا جائے گا؟

اس مسئلہ میں بعض نے احادیثِ مطلقہ کو بھی مقیدہ پر محمول کر کے تکبر کی قید کے ساتھ مقید کیا ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ اسباب میں مطلق کو مقید کی وجہ سے مقید نہیں کیا جاتا اور یہاں اسبال اور اسبال مع التکبر دونوں سببِ معصیت ہیں لہٰذا مطلق اپنے اطلاق پر رہے گا اور سببِ گناہِ کبیرہ ہوگا، اور مقید اپنی تقیید پر رہے گا اور تکبر کی وجہ سے اسبال کی حرمت مزید بڑھ جائے گی۔

جیسے ملکیت ایک حکم ہے لیکن اس کے اسباب مختلف ہیں نمبر ۱ بیع ، نمبر ۲ ھبہ ، نمبر ۳ میراث وغیرہ، بیع میں یہ دو شرطیں بھی ہیں۔

(۱) تراضی کہ بائع اور مشتری دونوں کی رضامندی ثبوتِ ملک کے لئے ضروری ہے۔

(۲) معاوضہ یعنی بیع کی وجہ سے جس مبیع کا مشتری مالک بن رہا ہے اسکے بدلے اور عوض میں کوئی چیز دے، جبکہ ھبہ اور میراث میں ان دو میں سے کوئی بھی شرط نہیں۔

دیکھئے! یہاں ملکیت کا ایک سبب، بیع دو شرطوں کے ساتھ مقید ہے لیکن اس کی وجہ سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ دوسرے دو سبب ھبہ اور میراث بھی مقید ہونگے کیونکہ اسباب میں مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جاتا۔

قال الملا جيون الاصولی رحمه الله تعالیٰ : يعنی ان ماقلنا انه يحمل المطلق علی المقيد فی الحادثة الواحدة والحكم الواحد انما هو اذا وردا فی الحكم للتضاد واما اذا وردا فی الاسباب او الشروط فلا مضايقة فيه ولا تضاد فيمكن ان يكون المطلق سبباً باطلاقه والمقيد سببا بتقييده. (نورالانوار ۱۶۰ .ط مكتبه انوار اسلام،لاهور)

(۴) صاحبِ رسالہ کے تسامح اور غلط استدلال کی وضاحت

صاحبِ رسالہ نے اپنے مؤقف (کہ تکبر کے بغیر ٹخنے ڈھانکنا محض مکروہ تنزیہی اور خلافِ اولیٰ ہے، گناہ نہیں) پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے انکو فرمایا ’’لست ممن يصنعه خيلاء ‘‘ آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو تکبر کی وجہ سے ٹخنوں کو ڈھانکتے ہیں، پس معلوم ہوا کہ بغیر تکبر کے ٹخنوں کو ڈھانکنا جائز ہے۔

جوابات

جواب نمبر ۱ : صاحبِ رسالہ نے اس واقعہ کا جو مطلب بیان کیا ہے یہ اپنی طرف سے بیان کیا ہے ورنہ اسکی تائید میں کوئی ایک حوالہ پیش کرتے لہٰذا انکے بیان کردہ مطلب سے انکے جذباتی معتقدین تو خوش ہو سکتے ہیں پر متدین، منصف مزاج اور حقیقت کے طالب حضرات، بدوں حوالہ کے کبھی بھی مطمئن نہیں ہو سکتے۔

جواب نمبر ۲ : اسکا صحیح اور باحوالہ مطلب یہ ہے کہ انکے ازار کا نیچے لٹک جانا غیر اختیاری تھا اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ متکبرین میں سے نہیں ہیں

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ووقع فی روایة معمر عن زید بن اسلم عند احمد "ان ازاری یسترخی احیاناً" فکان شدہ کان ینحل اذا تحرک بمشی اوغیرہ بغیر اختیارہ ،فاذا کان محافظاً علیه لایسترخی لانه کلماکاد یسترخی شدّہ. (فتح الباری ۱۰/۳۱۳،قدیمی کراچی)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا) میرا تہہ بند کبھی کبھی ڈھیلا ہوکر نیچے لٹک جاتا ہے، پس گویا چلنے وغیرہ کی وجہ سے جب حرکت ہوتی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اختیار کے بغیر گرہ کھل جاتی، لہٰذا جب وہ نگرانی کررہے ہوتے تو اس وقت ڈھیلا نہیں ہوتا تھا کیونکہ جب بھی ڈھیلا ہونے لگتا وہ اس کو مضبوط کرلیتے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ غیر اختیاری طور پر اگر ازار یا تہہ بند لٹک جائے تو وہ تکبر کی وجہ سے نہیں، قصداً اپنے اختیار سے لٹکانا اس میں داخل نہیں یہی وجہ ہے کہ قصداً اپنے اختیار سے لٹکانے کی صورت میں کسی حدیث میں تکبر اور بدوں تکبر کی تفصیل نہیں ورنہ ذخیرۂ احادیث میں کوئی ایک روایت صاحبِ رسالہ اور انکے حواری پیش کریں جسمیں آپ ﷺ نے قصداً اور اختیار سے لمبی شلوار یا تہہ بند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے کو فرمایا ہو کہ تم متکبرین میں سے نہیں ہو۔

دوسرا مسئلہ: کف ثوب اور کپڑے فولڈ کرنا

اس سلسلے میں بھی تین باتیں پیشِ خدمت ہیں:

(۱) کفّ ثوب کا معنی (۲) حکم (۳) صاحبِ رسالہ کے تسامح کی وضاحت

(۱) کفّ ثوب کا معنی:

لغوی معنی: "کف الشئ یکفه کفّا جمعه" یعنی کسی چیز کو جمع کرنا، اکٹھا کرنا اور سمیٹنا۔ (لسان العرب ۱۲/۱۲۴، ط، بیروت)

اصطلاحی معنی: حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں کفّ ثوب کا معنی ہے "نماز میں کپڑے کو موڑنا (فولڈ کرنا) اور سجدہ میں جاتے ہوئے آگے یا پیچھے سے کپڑے کو

اٹھانا" تاکہ اس پر مٹی وغیرہ نہ لگے۔

قال العلامة الحصکفی رحمه الله تعالی: (وکفه) ای رفعه ولو لتراب کمشمر کمّ اوذیل .

قال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالی: (قوله: ای رفعه)ای سواء کان من بین یدیه او من خلفه عند الانحطاط للسجود. بحر. (الشامیة ۲/۴۹۰،ط،رشدیه)

قال العلامة الشربنلالی رحمه الله تعالیٰ: (وکف ثوبه) ای رفعه من بین یدیه اومن خلفه اذا ارادالسجود وقیل ان یجمع ثوبه ویشده فی وسطه لما فیه من التجبر المنافی للخشوع لقوله ﷺ "امرت ان اسجد علی سبعة اعظم وان لاأکفَّ شعرًا ولا ثوباً" متفق علیه. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۳۵۰،قدیمی کراچی)

قال العلامة ابن نجیم صاحب النهر: (وکف ثوبه) لما رویناه وهو رفعه من بین یدیه او من خلفه اذا اراد السجود. (النهر الفائق ۱/۲۸۱،ط،قدیمی کتبخانه کراچی)

(۲) کفّ ثواب کا حکم:

مکروہ تحریمی ہے اور اس حالت میں پڑھی ہوئی نماز واجب الاعادۃ ہے خواہ نماز شروع کرنے سے پہلے بلا وجہ کف کیا ہوا تھا یا نماز میں داخل ہونے کے بعد فولڈ کیا، البتہ اگر نماز سے پہلے کسی کام کی وجہ سے آستین چڑھائی ہوئی تھی اور نماز شروع ہوگئی، رکعت پانے کے لئے جلدی جلدی آکر شریک ہوگیا تو اس صورت میں کراہت نہیں اور بہتر یہ ہے کہ عمل قلیل سے آستین کو نیچے کرلے۔

قال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ: تحت قوله (قوله : ای رفعه) ...... وحرر الخیر الرملی مایفید ان الکراهة فیه تحریمیة............(قوله : کمشمر کم اوذیل) ای : کما دخل فی الصلوة وهو مشمر کمه اوذیله واشار بذلک الی ان الکراهة لا تختص بالکف وهو فی الصلوة کما افاده فی شرح المنیة، ولکن قال فی القنیة : واختلف فی من صلی وقد شمر کمیه لعمل کان یعمله قبل الصلوة اوهیئته کذلک اهـ.ومنه مالو شمر للوضوء ثم عجل لادراک الرکعة مع الامام، واذا دخل فی الصلوة کذلک وقلنا بالکراهة فهل الافضل ارخاء کمیه فیها بعمل قلیل اوترکها؟ لم اره. والاظهر الاول

بدليل قوله الآتى :"ولو سقطت قلنسوته فاعادتها افضل" تأمل .هذا وقيد الكراهة فى الخلاصة والمنية بان يكون رافعا كميه الى المرفقين. وظاهره انه لايكره الى مادونها.قال فى البحر : والظاهر الاطلاق لصدق كف الثوب على الكل اهـ. ونحوه فى الحلية. وكذا فى شرح المنية الكبير : ان التقييد بالمرفقين اتفاقى. قال : وهذا لو شمرهما خارج الصلوة ثم شرع فيها كذلك امالو شمر وهو فيها تفسدلانه عمل كثير. (الشامية، ۲/ ۴۹ ،ط، رشيدية كوئٹه)

قال العلامة الطحطاوى رحمه الله تعالىٰ : (قوله : وتشمير كميه عنهما) اى عن ذراعيه سواء كان الى المرفقين اولا على الظاهر كما فى البحر لصدق كف الثوب على الكل ولو شمر هما قبل الصلوة ثم دخل فيهااختلف فى الكراهة كذا فى النهر .(حاشية لطحطاوى على المراقى ۳۴۹،قديمى كراچى)

وقال ايضاً:(قوله :وقيل ان يجمع بثوبه الخ) لانه صنيع اهل الكتاب كذا علله العتابى. وفى الخلاصة : انه لايكره قال الحلبى : وهو المختار.(قوله: لما فيه من التجبر) قال فى منية المصلى : ويكره كل ما كان من اخلاق الجبابرة اهـ . وقيل لابأس برفعه عن التراب،والاصح الاطلاق لانه اذا كان تتريب الوجه فى السجود مندوباً فما ظنك بالثوب.(الطحطاوى على المراقى صـ ۳۵۰،ط،قديمى كتب خانه،كراچى)

قال العلامة ابن نجيم صاحب النهر رحمه الله تعالى : (و) يكره ايضاً (كف ثوبه)لما رويناه وهو رفعه من بين يديه او من خلفه اذا اراد السجود............ ويدخل فيه تشمير الكمين وقيده فى الخلاصة وغيرها بأنْ يكون الى المرفقين الا ان الظاهر هو الاطلاق،وفى "البحر" رأيت فى بعض الفتاوىٰ ولا يحضرنى تعيينها انه ان كان للصلوة كره لا ان عمله لعمل ثم حضرته الصلوة واقول : المذكور فى القنية والخانية انه لو شمر كميه لعمل كان يعمله قبل الصلوة اختلفوا فى الكراهة وهو ظاهر فى الكراهة فيما لو شمرلها.

(النهر الفائق، ۱/ ۲۸۱ ،ط،قديمى كتبخانه كراچى)

قال العلامة الحصكفى رحمه الله تعالى : وكذا كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها (الشامية ۲/ ۱۸۳ ،ط، رشيديه كوئٹه)

عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما عن النبى ﷺقال امرت ان اسجد على سبعة اعظم لا اكف شعراً ولا ثوباً. (بخارى شريف ۱/ ۱۱۳)

قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالىٰ : والمراد انه لا يجمع ثيابه ولا شعره وظاهره يقتضى ان النهى عنه فى حال الصلوة .واليه جنح الداؤدى وترجم المصنف بعد قليل : "باب لايكف ثوبه فى الصلوة"وهى تؤيد ذلک ورده عياض بانه خلاف ماعليه الجمهور .فانهم كرهو اذلک للمصلى سواء فعله فى الصلوةاوقبل ان يدخل فيها واتفقوا على انه لايفسد الصلوة ،لكن حكى ابن المنذر عن الحسن وجوب الاعادة قيل والحكمة فى ذلک انه اذارفع ثوبه وشعره عن مباشرة الارض اشبه المتكبر .(فتح البارى، ۲/ ۳۷۷،ط،قديمى كراچى)

(۳) صاحب رسالہ کے تسامح کی وضاحت :

صاحب رسالہ نے شلوار، پتلون اورازار کو ٹخنے کھل جانے کی خاطر اوپر یا نیچے سے فولڈ کرنے کو بھی کف ثوب میں داخل کر کے اس حالت میں نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ قرار دیا ہے لیکن حسب عادۃ اسکی تائید میں انہوں نے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔

جواب

صاحب رسالہ کا شلوار، پتلون اورازار کواوپر یا نیچے سے فولڈ کرنے کو کفّ ثوب میں داخل کرنا دووجہ سے صحیح نہیں۔

(۱) احادیثِ اسبال اور عبارات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ (المتعلقہ بکف الثوب) سے معلوم ہوتا ہے کہ کفّ ثوب کا تعلق شرعی لباس سے ہے یعنی جس کا لباس ٹخنوں سے اوپر شریعت کے مطابق ہو اسکو آگے پیچھے سے اٹھانا، سمیٹنا اور موڑنا کف الثوب میں داخل اور ناجائز ہے۔

غیر شرعی لباس میں اپنے اختیار کی حد تک ایسا تصرف کرنا کہ شرعی لباس کی طرح ہو جائے، اس تصرف، توڑ مروڑ اور فولڈ کو کفّ ثوب میں داخل اور ممنوع قرار دینا آپ ﷺ پر نعوذ باللہ الزام اور تہمت ہے کیونکہ آپ ﷺ اور خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمول کے پیشِ نظر

یہ تصرف اور فولڈ کرنا حکم شرعی اور واجب العمل ہے ورنہ آپ ﷺ ''ارفـع ازارک'' (اپنا تہہ بند اٹھائیے) فرما کر اوپر کی جانب سے موڑنے کا حکم نہ دیتے۔

(۲) بعض احادیثِ اسبال کی وجہ سے علماء نے شلوار، پتلون اور ازار کو اوپر یا نیچے سے فولڈ کرنے کو کفِ ثوب سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ازار میں کفِ ثوب نہیں ہوتا۔

قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالى : "(التشمير) هو بالشين المعجمه وتشديد الميم رفع اسفل الثوب...... ولم يقع لفظ مشمرًا للاسماعيلي فانه اخرجه من طريق يحى بن زكريا بن ابى زائدة عن عمّه عمر بلفظ "فخرج النبى ﷺ كانى انظر الى وبيص ساقيه" ....قال الاسماعيلى : وهذاهو التشمير ويؤخذمنه ان النهى عن كفّ الثياب فى الصلوٰة محله غير ذيل الازار. (فتح البارى ۱۰/۳۱۴،ط،قديمى كراچى)

ترجمہ : تشمیر کا معنی ہے نیچے کے کپڑے کو اوپر اٹھانا............ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نماز پڑھانے کے لئے نکلے تو (آپ ﷺ کا ازار مبارک اتنا اوپر اٹھا ہوا تھا) کہ گویا میں آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی چمک دیکھ رہا تھا۔ اسماعیلی فرماتے ہیں کہ یہی تشمیر ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں کفِ ثوب سے جو نہی وارد ہوئی ہے اس کا محل ازار کا کپڑا نہیں ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ محمد عرفان الخیری

دار الافتاء جامعة الخلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم

گریکس ماری پور کراچی

۷/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

﴿ولی اللہ بنانے والے پانچ اعمال﴾

از

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ہمارے حضرت عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں ...... پانچ اعمال ایسے ہیں کہ جو اُن پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے اِن شاءاللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دُنیا سے جائے گا اور اُن کی برکت سے اِن شاءاللہ تعالیٰ دین کے تمام احکام پر عمل کی توفیق ہوجائے گی...... کیونکہ یہ احکام لوگوں کو مشکل معلوم ہوتے ہیں بوجہ نفس پر گراں ہونے کے...... جو طالب علم پرچے کے مشکل سوال حل کرلیتا ہے اُس کو آسان سوال حل کرنا مشکل نہیں ہوتا...... پس نفس پر جبر کر کے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اُس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہوجائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہوجائے گا

(۱) **تجوید سے قرآن کریم سیکھنا**: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ورتل القرآن ترتیلا (مزمل) اس کے ترجمہ و تفسیر میں حضرۃ حکیم الامت قدس سرہ لکھتے ہیں: قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو کہ ایک ایک حرف الگ الگ ہو اور یہی حکم غیر صلوۃ میں بھی ہے۔ (بیان القرآن)

ترتیل سے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نوراللہ تعالیٰ مرقدہ نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ ترتیل لغت میں صاف اور واضح طور سے پڑھنے کو کہتے ہیں......اور شرع میں کئی (یعنی سات) چیزوں کے ساتھ تلاوت کرنے کو کہتے ہیں (۱) حروف کو صحیح نکالنا یعنی اپنے مخرج سے پڑھنا تاکہ ''ط'' کی جگہ ''ت'' اور ''ض'' کی جگہ ''ظ'' نہ نکلے۔ (۲) وقوف کی جگہ اچھی طرح ٹھہرنا تاکہ وصل اور قطع کلام کا بے محل نہ ہوجائے (۳) حرکتوں میں اشباع کرنا یعنی زبر، زیر، پیش کو اچھی طرح سے ظاہر کرنا (۴) آواز کو تھوڑا سا بلند کرنا، تاکہ کلام پاک کے الفاظ زبان سے نکل کر کانوں تک پہنچیں اور وہاں سے دل پر اثر کریں۔ (۵) آواز کو ایسی طرح سے درست کرنا کہ اس میں درد پیدا ہو جائے، کہ درد والی آواز دل پر جلدی اثر کرتی ہے اور اس سے روح کو قوت اور تاثر زیادہ ہوتا ہے، اسی وجہ سے اطباء نے کہا ہے کہ جس دوا کا اثر دل پر پہنچانا ہو اس کو خوشبو میں ملا کردیا جائے کہ دل اس کو جلدی کھینچتا ہے اور جس دوا کے اثر کو جگر میں پہنچانا ہو اس کو شیرینی میں ملایا جائے کہ جگر مٹھائی کا جاذب ہے (اسی وجہ سے بندہ کے نزدیک اگر تلاوت کے وقت خوشبو کا استعمال کیا جائے تو دل پر تاثر میں زیادہ تقویت ہوگی) (۶) تشدید اور مد کو اچھی طرح ظاہر کیا جاوے کہ اس کے اظہار سے کلام پاک میں عظمت ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر میں اعانت ہوتی ہے (۷) آیات رحمت و عذاب کا حق ادا کرے۔

یہ سات چیزیں ہیں جن کی رعایت ترتیل کہلاتی ہے (فضائلِ اعمال ۲۲۳، فضائل قرآن ۲۳)

حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں: بے احتیاطی اور بے پرواہی سے قرآن مجید غلط پڑھنا سخت گناہ ہے۔

قال الله تعالیٰ: ورتل القرآن ترتیلا ......وقال العلامة الجزری رحمه الله تعالیٰ : والأخذ بالتجوید حتم لازم من لم یجود القرآن اثم (یعنی تجوید سے پڑھنا واجب اور لازم ہے تجوید کے خلاف کرنے والا گنہگار ہے (احسن الفتاویٰ ۳/ ۶۹)

تجوید کا حکم: حروف متشابہ ......ظاء، ضاد......ذال، زاء......تاء، طاء اور سین، صاد، ثاء میں فرق سیکھنا فرض ہے، تجوید کے دوسرے قواعد مثلاً **اخفاء** ......**اظہار**......**تفخیم**......**ترقیق** وغیرہ کا سیکھنا مندوب (ومستحب) ہے (احسن الفتاوی ۳/ ۸۶)

(۲) مردوں کے لئے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا......اور......عورتوں کے لئے شرعی پردہ کرنا:

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی مفتی اعظم سہارنپور......ثم......دار العلوم دیوبند نے......فتاویٰ محمودیہ ۱/ ۲۶۵...... میں جو فرمایا ہے......اور......مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے......جواہر الفقہ ۲/ ۴۲۳......میں جو فرمایا ہے......دونوں کا حاصل یہ ہے کہ آئمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ڈاڑھی منڈانا اور ایک مٹھی سے کم کتروانا حرام ہے......یہی اجماعی اور اتفاقی حکم احادیث سے بھی ثابت ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے: **خالفوا المشرکین وفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب وکان ابن عمر ص اذا حج او اعتمر قبض علی لحیته فما فضل اخذه** ۔(بخاری ج ۲، باب تقلیم الاظفار، ص ۸۷۵)

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو......ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی ڈاڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

فتاویٰ شامیہ میں ہے: **اما اخذ اللحیة وهی مادون القبضة کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد** ڈاڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہلِ مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں......کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے: ''کسریٰ (جو مجوسیوں یعنی آگ پرستوں اور مشرکوں کا بادشاہ تھا) کی جانب سے آپ ا کی خدمت میں دو قاصد آئے، ان دونوں کی ڈاڑھیاں کٹی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں:

''فکره النظر الیهما و قال : ویلکما من أمر کمابهذا؟ قال: أمرنا ربنا یعنیان کسری، فقال

رسول الله ا ولکن ربی أمرنی باعفاء لحیتی وقص شاربی ''......آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف نظر کرنا بھی پسند نہ کیا اور فرمایا: تمہاری ہلاکت ہو، تمہیں یہ شکل بگاڑنے کا حکم کس نے دیا......وہ بولے: کہ یہ ہمارے رب یعنی شاہِ ایران کا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیکن میرے رب نے تو مجھے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم دیا ہے (البدایۃ والنھایۃ ۲/ ۲۲۳، المکتبۃ الحقانیۃ)

نچلے جبڑے کے سارے بال، ریش بچہ اور اسکے دائیں بائیں دونوں طرف ڈاڑھی کا حصہ ہیں اس لئے ان کا کٹانا حرام ہے......رخسار کے بال صاف کرنا جائز ہے......البتہ اس میں بعض لوگ اتنا مبالغہ کر لیتے ہیں کہ نچلے جبڑے کے کچھ بال اور ریش بچہ یا اس کے دائیں بائیں کے بالوں کو بھی کاٹ لیتے ہیں یہ ناجائز اور حرام ہے......حلق کے بال صاف کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

مونچھ: سب سے بہتر یہ ہے کہ قینچی سے خوب باریک کر دی جائیں، اگر مونچھیں رکھنی ہیں تو بھی اوپر کے ہونٹ کا کنارہ صاف رکھنا واجب ہے......مونچھوں کو اتنا بڑھانا کہ یہ کنارہ چھپ جائے حرام اور کبیرہ گناہ ہے

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مونچھ نہ کاٹی وہ ہم میں سے نہیں (مشکوٰۃ ۸۱)

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے اپنی مونچھ بڑھائی اس کو چار قسم کی سزائیں دی جائیں گی......

(۱) میری شفاعت سے محروم ہوگا۔ (۲) میرے حوض کا پانی پینا نصیب نہ ہوگا۔ (۳) قبر کے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ (۴) اللہ تعالیٰ منکر نکیر کو اس کے پاس غصے اور غضب کی حالت میں بھیجے گا (اوجز ۶/ ۲۳۰)

عورتیں مندرجہ ذیل دو اعمال کا اہتمام کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی ولیّہ بن جائیں گی:

(۱) شرعی پردہ: آج کل ایک گناہ میں عام ابتلاء ہے......وہ ہے شرعی پردہ نہ کرنا......عوام تو کیا اکثر خواص بھی اس میں مبتلا ہیں......خاندان کے نامحرموں سے پردہ کا اہتمام نہیں......عورتیں گھر سے باہر جاتی ہیں تو برقعہ اوڑھ کر جاتی ہیں......لیکن نامحرم رشتہ داروں سے پردہ نہیں کرتیں......حالانکہ اس سے پردہ کرنا بھی شریعت کے حکم ہے......بلکہ ان سے پردہ کا اہتمام زیادہ ضروری ہے...... کیونکہ ان سے واسطہ زیادہ پڑتا ہے......لہٰذا خاندان کے نامحروموں سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

عورتوں کے لیے مندرجہ ذیل رشتے دار نامحرم ہیں اس لئے ان سے پردہ کرنا ضروری ہے......خالو، پھوپھا، چچا زاد بھائی، تایا زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، بہنوئی، شوہر کے تمام مرد رشتہ دار علاوہ سسر یہ سب نامحرم ہیں......عورتوں کو چاہئے کہ دیور اور جیٹھ سے پردہ کا اہتمام کریں......ایک عورت نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم دیور (یعنی شوہر کے بھائی) سے پردہ کریں؟......حضور ﷺ نے فرمایا......دیور تو موت ہے موت......(یعنی جس طرح موت زندگی کو ختم کر دیتی ہے اسی طرح دیور سے پردہ نہ کرنا دین کو تباہ کر دیگا اس لیے

دیور سے اس طرح ڈرنا چاہیے جیسے موت سے)...... چونکہ اس میں فتنہ زیادہ ہے اس لیے حضور ﷺ نے اس کی خاص تاکید اور تنبیہ فرمائی...... اسی کو اکبرالہٰ آبادی نے کہا ہے

آج کل پردہ دری کا یہ نتیجہ نکلا
جس کو سمجھے تھے کہ بیٹا ہے بھتیجہ نکلا

شرعی پردہ کا مطلب یہ نہیں ہے...... کہ کمرے میں بند ہو کر بیٹھ جائیں...... بلکہ اگر گھر چھوٹا ہے تو اچھی طرح گھونگھٹ نکالیں تاکہ چہرہ بالکل نظر نہ آئے...... چادر سے بدن چھپا کر گھر کا کام کاج کرتی رہیں...... لیکن اگر گھر میں کوئی نہیں ہے...... تو نامحرم کے ساتھ تنہائی جائز نہیں...... اور بے ضرورت نامحرموں سے گفتگو نہ کریں...... اگر کوئی ضروری بات کرنی ہو مثلاً سودا سلف منگانا ہو...... تو پردہ سے آواز ذرا بھاری کر کے کہہ دیں...... اور ایک دسترخوان پر نامحرموں کے ساتھ کھانا نہ کھائیں...... یا تو اپنے شوہروں کے ساتھ کھائیں...... یا عورتیں ایک ساتھ کھائیں...... مرد ایک ساتھ کھائیں...... اسی طرح لوگ چھوٹے بچوں کو گھر میں نوکر رکھ لیتے ہیں...... لیکن جب وہ جوان ہو جاتے ہیں تو بیگم صاحبہ کہتی ہیں...... اس سے کیا پردہ...... اس کو تو میں نے ہگایا، مُتایا ہے...... خوب سمجھ لیں کہ اس سے پردہ واجب ہے...... بچپن کے احکام اور ہیں، جوانی کے احکام اور ہیں...... ہگانے، مُتانے سے کیا ہوتا ہے...... اپنے ہی بچہ کو بچپن میں ہگاتی مُتاتی ہو...... نہلاتی ہو...... تو جب اپنی اولاد کے لئے احکام بدل گئے...... تو نوکر تو نامحرم ہے۔ اس سے پردہ نہ کرنا سخت گناہ ہے...... اسی طرح آج کل ایک بیماری اور پھیل گئی ہے...... میرا منہ بولا بھائی ہے...... یہ میرا مُنہ بولا بیٹا ہے...... مُنہ بولنے سے نہ کوئی بھائی ہو جاتا ہے نہ بیٹا ہو جاتا ہے...... ان سے پردہ ضروری ہے...... جن گھرانوں میں شرعی پردہ معیوب سمجھا گیا ان کی عزت اور ان کا دین تباہ ہو گیا۔

(۳) ٹخنے کھلے رکھنا یعنی پاجامہ، شلوار وغیرہ سے ٹخنوں کو نہ ڈھانپنا:

مردوں کو ٹخنے ڈھانپنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے اور عورتوں کے لئے کھلا رکھنا حرام ہے...... جبکہ آج معاملہ الٹا ہے...... مرد ڈھانپتے ہیں اور عورتیں ''ملا پاجامہ'' کے نام سے شلوار سلوا کر ٹخنے کھلے رکھتی ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث ہے: **ما اسفل من الكعبين من الازار فی النار .**

(**بخاری ج ۲ ص ۸۶۱ باب ما اسفل من الكعبين ففی النار**)...... اِزار سے (پاجامہ، لُنگی، شلوار، کُرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ سے) ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جلے گا۔

معلوم ہوا کہ ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **بذل المجهود شرح ابی داؤد** میں لکھا ہے کہ اِزار سے مراد وہ لباس ہے جو اوپر سے آ رہا ہے تہبند، لُنگی، شلوار، پاجامہ، کُرتہ وغیرہ اس سے ٹخنے نہیں

چھپانے چاہئے...... جو لباس نیچے سے آئے جیسے موزہ اس سے ٹخنے چھپانا گناہ نہیں...... لہٰذا اگر ٹخنے چھپانے کو جی چاہتا ہے تو موزہ پہن لیں لیکن موزہ پہننے کی حالت میں بھی شلوار، تہبند، پاجامہ، چادر یا کُرتہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں...... بلکہ اس حالت میں بھی اُوپر کی طرف آنے والے لباس کا ٹخنوں سے اوپر رہنا ہی واجب ہے...... ٹخنے دو حالتوں میں کھلے رہنا ضروری ہیں:

(۱) جِس وقت کھڑے ہوں۔ (۲) جس وقت چل رہے ہوں۔

پس اگر بیٹھنے میں یا لیٹے ہوئے ٹخنے ازار سے چھپ جائیں تو کوئی گناہ نہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ٹخنے صرف نماز میں کھلے ہونے چاہئیں اس لئے جب مسجد آتے ہیں تو ٹخنے کھول لیتے ہیں...... یہ سخت غلط فہمی ہے...... خوب سمجھ لیں کہ ٹخنے کھولنا صرف نماز ہی میں ضروری نہیں بلکہ جب کھڑے ہوں یا چل رہے ہوں تو ٹخنے کھلے رکھنا ضروری ہے...... ورنہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے۔

حضرت علامہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وهذا فی حق الرجال دون النسآء (بذل المجهود، كتاب اللباس ص ۵۷)

اور یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے...... عورتوں کو ٹخنے چھپانے کا حکم ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا: (**انی حمش الساقين**) کہ میری پنڈلیاں سوکھ گئی ہیں (مطلب یہ تھا کہ اس بیماری کی وجہ سے ٹخنے ڈھانپ سکتا ہوں؟) لیکن آپ ﷺ نے ان کو ٹخنہ چھپانے کی اجازت نہیں دی اور فرمایا: **ان الله لا يحب المسبل (فتح الباری ج ۱۰ كتاب اللباس ص ۲۶۴)** اللہ تعالیٰ (ٹخنہ) چھپانے والے سے محبت نہیں کرتے۔

دوستو! غور کریں کہ ٹخنہ چھپا کر اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم ہو جانا کہاں کی عقلمندی ہے؟

عن عبيد بن خالد رضی اللہ عنہ **قال بينما انا امشی بالمدينة اذا انسان خلفی يقول ارفع ازارک فانه اتقى وانقى فالتفت فاذا هو رسول الله** ﷺ **فقلت يا رسول الله** (ﷺ) **انما هی بردة ملحاء قال اوما لک فیّ اسوة فنظرت فاذا ازاره** (ﷺ) **الى نصف ساقيه** (ﷺ) (**شمائل ترمذی ص ۸**) حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینے منورہ میں چل رہا تھا کہ پیچھے سے کوئی آواز دے رہے ہیں...... **ارفع ازارک** تہبند اوپر کیجئے...... **فانه اتقى وانقى**...... کیونکہ اس میں تیرے دل اور تقویٰ کی بھی حفاظت ہے اور تیرے کپڑے کی بھی حفاظت ہے...... **فالتفت فاذا هو رسول الله** ﷺ...... میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے (جو مجھے نصیحت فرما رہے تھے)...... میں نے عرض کیا...... **انما هی بردة ملحاء**...... یہ کوئی شان والی قیمتی چادر نہیں (اگر پاؤں کے نیچے آنے کی وجہ سے خراب بھی ہو جائے تو کوئی خاص نقصان نہ ہوگا) آپ

ﷺ نے فرمایا (کہ چادر کی قیمت کی طرف نظر ہے؟)......**اوما لک فیّ اسوة**...... کیا میرے طرزِ حیات میں تیرے لئے نمونہ نہیں ہے؟ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر آپ ﷺ کی طرف دیکھا......**فاذا ازاره** (ﷺ) **الی نصف ساقيه** (ﷺ)...... تو آپ ﷺ کی چادر مبارک آدھی پنڈلیوں تک تھی۔

پس محبت کے لیے صرف زبانی دعوے کافی نہیں ہیں، محبت تو محبوب کی اطاعت پر مجبور کرتی ہے۔

لو کان حبک صادقا لا طعته   ان المحب لمن يحب مطيع

یعنی اگر تو محبت میں صادق ہوتا تو محبوب کی اطاعت کرتا کیونکہ عاشق جس سے محبت کرتا ہے اس کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

پس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور رُسول ﷺ کی نافرمانی نہ کریں......ان کے ہر حکم کو بجالائیں۔

(۴) نگاہوں کی حفاظت کرنا:

اس مُعاملہ میں آج کل عام غفلت ہے...... بدنظری کو لوگ گُناہ ہی نہیں سمجھتے......حالانکہ ان کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے: **قل للمومنين يغضوا من ابصارهم** (سورة النور)

اے نبی! آپ (ﷺ) ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں......یعنی نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں ......اسی طرح بے ڈاڑھی مونچھ والے لڑکون کو نہ دیکھیں ...... یا اگر ڈاڑھی مونچھ آبھی گئی ہے......لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے......تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے......غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ......ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے......اور حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے......کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا: **يغضضن من ابصارهن** عورتیں بھی اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں...... جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا...... بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا......اور تابع ہونے کی حیثیت سے وہ بھی ان احکام میں شامل ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث ہے: **زنی العين النظر** آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی

(بخاری ج ۲ کتاب الاستیذان باب زنی الجوارح دون الفرج ص ۹۲۳)

نظر باز اور زنا کار......اللہ تعالیٰ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا...... جب تک کہ توبہ نہ کرلے

حدیث ہے: **لعن الله الناظر والمنظور اليه** (مشکوٰۃ، کتاب النکاح باب النظر الی المخطوبه) اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے...... بدنظری کرنے والے پر اور جو خود کو بدنظری کے لئے پیش کرے......پس ناظر اور منظور دونوں پر......اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی بددعا فرمائی ہے......

بزرگوں کی بددُعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء ﷺ کی بددُعا سے ڈریں......آپ ﷺ کی غلامی کے صدقے

ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رکنے دو...... بدنظری کرنے والے کو تین برے القاب ملتے ہیں......

(۱) اللہ و رسول کا نافرمان　　(۲) آنکھوں کا زنا کار　　(۳) ملعون

اگر کسی کو ان القاب سے پکارا جائے ......تو کس قدر ناگوار ہوگا؟......لہٰذا اگر ان القاب سے بچنا ہے تو نگاہوں کی حفاظت ضروری ہے......بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب......لیا نہ دیا......صرف دیکھ ہی تو لیا...... یہ مولوی لوگ بے کار میں ڈانڈا لے کر ہمیں دوڑاتے ہیں......ارے مولوی لوگ نہیں دوڑاتے ......اللہ و رسول منع فرماتے ہیں......مولوی مسئلہ نہیں بناتا......مسئلہ بتاتا ہے......جیسا کہ اوپر قرآن و حدیث پیش کی گئی ہے......کیا یہ مولوی کی بات ہے؟...... میں کہتا ہوں کہ نہ لیا نہ دیا صرف دیکھ لیا......اگر یہ اتنی معمولی بات ہے تو پھر کیوں دیکھتے ہو !......معلوم ہوا دیکھ کر ضرور کچھ لیتے ہو...... جب ہی تو دیکھتے ہو اور وہ حرام لذت ہے جو آنکھوں سے دل میں امپورٹ (**Import**) ہوتی ہے اور جس سے دل کا ستیاناس ہوجاتا ہے

اللہ تعالیٰ سے اتنی دوری کسی گناہ میں نہیں ہوتی......جتنی اس گناہ سے ہوتی ہے......دل کا قبلہ ہی بدل جاتا ہے ......دل کا رخ جو ۹۰ ڈگری اللہ تعالیٰ کی طرف تھا بدنظری سے ۱۸۰ ڈگری کا انحراف ہوتا ہے اور گویا اللہ تعالیٰ کی طرف پیٹھ اور اس حسین کی طرف مکمل رخ ہوگیا......اب اگر نماز پڑھ رہا ہے...... حسین سامنے......تلاوت کر رہا ہے...... حسین سامنے......تنہائی میں ہے......اسی حسین کا دھیان ......بجائے اللہ کے اب ہر وقت اس حسین کی یاد دل میں ہے......دل کی ایسی تباہی کسی اور گناہ سے نہیں ہوتی......مثلاً نماز قضا کردی یا جھوٹ بول دیا یا کسی کو ستایا تو دل کا رخ مثلاً ۴۵ ڈگری اللہ تعالیٰ سے پھر گیا......پھر توبہ کر لی......اہلِ حق سے معافی مانگ لی اور دل کا رخ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح ہوگیا......لیکن بدنظری کا گناہ ایسا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے بالکل غافل ہوجاتا ہے اور وہ حسین دل میں بس جاتا ہے......بعض لوگوں کا خاتمہ بھی خراب ہوگیا۔

حضرت لقمان حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے دریافت کیا؟ حکمت از کی آموختی؟ حکمت اور دانشمندی کس سے سیکھی؟ فرمایا ''از بے ادبان'' بے ادبوں سے ''چرا'' کس طرح؟ فرمایا ''انکا کرنا مجھے اچھا نہیں لگتا تھا'' لہٰذا وہ جس طرح کرتے تھے میں ویسے نہ کرتا تھا......اس طرح باادب اور حکیم بن گیا۔

دوستو! بدنظری......دوسروں کی ماں، بہن، بہو اور بیٹیوں کو دیکھنا......سب جانتے ہیں...... بے غیرتی اور بے حیائی کا کام ہے......کوئی اس کو کمال، عزت اور قابلِ فخر کام نہیں سمجھتا......لہٰذا ایسے واقعات سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہئے اور بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

کنز العمال میں حدیث قدسی ہے......اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ان النظر سهم من سهام ابليس مسموم من تركها مخافتي ابد لته ايمانا يجدحلاوته فى قلبه. (كنز العمال، ج۵، ص ۳۲۸)

نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، زہر میں بجھا ہوا جس نے میرے خوف سے اس کو ترک کیا اس کے بدلے میں اس کو ایسا ایمان دوں گا جس کی مٹھاس کو وہ اپنے دل میں پالے گا۔

یعنی وہ واجد ہوگا اور حلاوتِ ایمانی اس کے دل میں موجود ہوگی...... یہ تصورات، تخیلات اور وہمیات کی دنیا نہیں ہے......وحی الٰہی ہے...... یہ نہیں فرمایا......تم تصور کرلو کہ ایمان کی مٹھاس دل میں آگئی...... بلکہ **یجد** فرمایا کہ تم اپنے دل میں اس مٹھاس کو پاؤ گے۔

دوستو! ......عمل کر کے دیکھئے......دل ایسی مٹھاس پائیگا......جس کے آگے ہفت اقلیم کی سلطنت نگاہوں سے گر جائے گی......علامہ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ قشیریہ میں تحریر فرماتے ہیں......نظر کی حفاظت کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی مٹھاس لے لی......لیکن اس کے بدلے میں دل کی غیر فانی مٹھاس عطا فرمادی۔

(مرقاة ج ۱ ،ص ۷۴) پر ہے: **وقد ورد ان حلاوة الايمان اذا دخلت قلبا لا تخرج منه ابدا** ...... حلاوتِ ایمان جس قلب میں داخل ہوتی ہے پھر کبھی نہیں نکلتی۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں......**ففيه اشارة الىٰ بشارة حسن الخاتمة** (مرقاة)...... اس میں حُسنِ خاتمہ کی بشارت ہے...... کیونکہ جب ایمان دل سے نکلے گا ہی نہیں......تو خاتمہ ایمان ہی پر ہوگا......لہٰذا حفاظتِ نظر حسن خاتمہ کی بھی ضمانت ہے۔

دوستو! آج کل یہ دولت حسنِ خاتمہ بازاروں میں، ائیر پورٹوں پر، اسٹیشنوں پر تقسیم ہو رہی ہے......ان مقامات پر نگاہوں کو بچاؤ اور دل میں حلاوتِ ایمانی کا ذخیرہ کرلو اور حسنِ خاتمہ کی ضمانت لے لو......اسی لئے میں کہتا ہوں کہ آج کل اگر کثرتِ بے پردگی وعریانی ہے تو حلوۂ ایمانی کی بھی تو فراوانی ہے......نگاہیں بچاؤ اور حلوۂ ایمانی کھاؤ۔

(۵) قلب کی حفاظت کرنا:

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے......بعض لوگ نگاہِ چشمی کو تو حفاظت کر لیتے ہیں...... لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے......یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں......خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **يعلم خائنة الاعين وما تخفى الصدور** (الآيه) اللہ تعالیٰ تمھاری آنکھوں کی چوریوں کو اور تمھارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے......تم دل میں جو حرام مزے اُڑاتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہیں......ایک بزرگ

فرماتے ہیں۔

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز — جانتا ہے سب تو اے بے نیاز

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں......لانا بُرا ہے......اگر گناہ کا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں......لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا......یا...... پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا...... یا......آئیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا......یا......حسینوں کا خیال دل میں لانا...... یہ سب حرام ہے......اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے......اور دل میں گندے خیالات پکانے کا ایک عظیم نقصان یہ بھی ہے......کہ اس سے گناہ کے تقاضے اور شدید ہو جاتے ہیں......جس سے اعضاء جسم کے گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے......

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں......اور ان حرام کاموں سے بچائیں......جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔